JQSS *(Journal of Quranic and Social Studies)*
2022, 2(2), 12-21

تفسیر الاکلیل کی روشنی میں انسانوں کا جنات کے ساتھ نکاح کا ایک تحقیقی جائزہ

Habib Ur Rehman
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta

Dr. Tahira Firdaos
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta

Keywords
Human, Genesis, Marriage, Tafsir Al-Akleel, Marry A Jinn

Abstract: *The gist of this article is that at the beginning of the subject, a brief overview and features of the conditions of life from the birth of Allama Suyuti to his death and his above-mentioned commentary on Al-Khalil per inference of revelation have been presented. He said that it is permissible to do so according to the Shari'ah. Then he asked the question: If marriage between a human being and a jinn is not permissible, then why did the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) marry a jinn? Mention several answers. The answer to the question is that these were the laws that preceded us, which is not an argument for us.Finally, I would like to conclude on the subject of whether the marriage of Anas and Jinn is rational or not. Ibn Arabi presented the views of Maliki and Allama Mawardi in this regard. A detailed analysis of the harmful and negative effects of rationality and Shari'ah is presented.*

Habib Ur Rehman, and Dr. Tahira Firdaos (2022 A Research Review of Marriage with Human Genesis in the Light of Tafsir al-Akleel, *JQSS, Journal of Quranic and Social Studies*, 2(2), 12-21.

Corresponding Author: Email: habiburehmanameer@gmail.com

Content from this work is copyrighted by *JQSS* which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific

علامہ سیوطی کا مختصر تعارف

علامہ جلال الدین سیوطی کا نام نامی عبد الرحمان تھا ایک علمی خاندان کے چشم چراغ تھے، آپ اُسیوط میں پیدا ہوئے، عام طور پر بڑے لوگوں کی تاریخ پیدائش معلوم نہیں ہوتی ہے، کیونکہ پیدائش کے وقت کسی کو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ یہ بچہ بعد میں بڑا آدمی بنے گا۔ پرانے زمانے میں تاریخ پیدائش کا ریکارڈ رکھنے کا رواج بھی نہیں تھا مگر اس کے باوجود علامہ سیوطیؒ کا نہ صرف سن ولادت محفوظ ہے، بلکہ دن، تاریخ اور وقت تک معلوم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان میں بچوں کی تاریخ پیدائش لکھنے کا رواج تھا، جو ان کے خاندان کے تعلیم یافتہ ہونے پر دال ہے۔ خود علامہؒ فرماتے ہیں:

"آپ عشاء کے بعد، بروز اتوار یکم رجب ۸۴۹ء کو پیدا ہوئے۔"۱

وہاں کے علماء کرام سے علم حاصل کیا، پھر قضاء کے منصب پر فائز ہوئے اور ساتھ ساتھ فتویٰ اور درس و تدریس کی مشغولیت بھی تھی بعد میں جامع شیخون اور جامع طولون میں جمعہ کی خطابت کیا کرتے تھے آپ کو فقہ، نحو، قرآت، حساب، معانی اور بیان وغیرہ میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ فی البدیہہ خطابت میں مہارت رکھتے تھے۔ اچانک کوئی واقعہ پیش آتا تو علامہ المناویؒ آپ سے تقریر کرنے کے لئے فرمایا کرتے تھے، چنانچہ جلال الدین سیوطیؒ اپنے والد ماجد کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وكان على جانب عظيم من الدين والتحرى فى الاحكام وعزة النفس والصيانة، يغلب عليه حب الانفراد وعدم الاجتماع بالناس، صبورا على كثرة اذاهم له، مواظبا على قراة القرآن يختم كل جمعة ختمة۔"۲

"آپ کو ایک بڑا حصہ دین، احکام میں سوچ بچار، عزت اور حفاظت نفس کا ملا تھا آپ پر انفرادیت اور لوگوں کے ساتھ نہ ملنے کا غلبہ تھا، لوگوں کی کثرت تکالیف پر صبر کرنے والے تھے قرآن کریم کی تلاوت بہت ہی زیادہ مواظبت فرماتے تھے ہر جمعے کو ایک ختم کیا کرتے تھے۔"

۸۵۵ھ میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ اس وقت علامہ سیوطیؒ کی عمر صرف پانچ سال تھی جب آپ قرآن حفظ کر کے، سورہ تحریم تک پہنچے تھے تو آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ وفات کے وقت والد ماجد نے آپ کی علمی تربیت کی ذمہ داری علامہ ابن الہام کے حوالہ کیا۔۳

قرآن کریم کے حفظ کے بعد عمدۃ، منہاج الفقہ اور الفیۃ ابن مالکؒ جلیس کتابیں بھی حفظ کر لی۔ آپ نے مصر کے ممتاز علماء کرام سے علم حدیث، فقہ، لغت اور ادب وغیرہ کی کتابیں پڑھیں۔ تحصیل علم کے لئے حجاز، دمشق، دمیاط اور اسکندریہ وغیرہ کا بھی سفر فرمایا۔ ۱۸ سال کی عمر میں آپ نے تدریس و تصنیف کا کام شروع کیا، علامہؒ کی علمی حیثیت کسی بیان کا محتاج نہیں۔ آپ اپنے عصر کے یگانہ مفسر، محدث، فقیہ، محقق اور ادیب تھے۔ علامہ خود فرماتے تھے کہ مجھے سات علوم میں تبحر علمی حاصل ہے، تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع آپؒ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"والذى اعتقده ان الذى وصلت اليه من هذه العلوم السبعة سوى الفقه والنقول التى اطلعت عليها، لم يصل اليه ولا وقف عليه احد من اشياخى، فضلا عمن دونهم واما الفقه فلا اقول ذلک فيه، بل شيخى فيه اوسع نظراواطول باعا۔"٤

"ان سات علوم میں سوائے فقہ اور منقولی علوم کے جن پر میں نے اطلاع پائی میرے نظر کے مطابق میرے اساتذہ میں سے نہ کوئی وہاں تک پہنچ سکا اور نہ ہی کوئی اس پر واقف ہوا ہے جہاں تک بات ہے علم فقہ کا تو اس حوالے سے میرے استاذ گرامی قدر مجھ سے زیادہ جانتے ہے۔"

علامہ تصنیفی میدان کے عظیم شہسوار تھے۔ شاید ان کے زمانے کے لحاظ سے کوئی ایسا موضوع ہو جس پر آپ نے قلم نہ اٹھایا ہو، علامہ سیوطی اپنی تصانیف کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وشرعت فی التصنیف فی سنة ست وستین وبلغت مولفاتی الی ثلاثمائة کتاب"۵

"میں نے ۸۶۶ھ میں تصنیف شروع کی اور میری مولفات اب تین سو تک پہنچ گئی ہیں۔"

علامہ ابن العماد فرماتے ہیں کہ:

"آپ کی تصنیفات پانچ سو سے بھی زیادہ ہیں۔ نیز ان کی کرامات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کی کثرت تصانیف ہی آپ کی سب سے بڑی کرامت ہیں۔"۶

علم وعرفان کا یہ ماہتاب وآفتاب ایک ہفتہ سخت بیمار رہنے کے بعد شب جمعہ سحری کے وقت ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ کو آپ کا انتقال ہوا، حوش قوص کے مقام پر آپ کی تدفین ہوئی۔۷

تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل کا ایک مختصر جائزہ

تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل انہی معتبر تفاسیر میں سے ایک تفسیر ہے جو قرآن کریم کی ان آیات کی تفسیر اور تشریح بیان کرتا ہے جو صرف اور سرف احکام پر مبنی ہوتے ہیں، احکام القرآن پر مبنی آیات کی تعداد پانچ سو یا اس کے لگ بھگ ہے۔ لیکن مفسرین کرام نے جہاں پورے قرآن کی تفاسیر لکھی ہیں، وہی احکام پر مبنی آیات کو جمع کر کے الگ تفاسیر لکھی ہیں علامہ سیوطی کی تفسیر "الاکلیل فی استنباط التنزیل" بھی اسی طرز وانداز کی لکھی گئی ایک منفرد تفسیر ہے، جس میں علامہ سیوطی نے پورے قرآن میں موجود احکام القرآن پر مشتمل فقہی تفسیری مجموعے بھی مرتب کئے ہیں۔ احکام القرآن پر مشتمل کتب میں قرآن مجید کی صرف انہی آیات کی تفسیر کی جاتی ہے جو اپنے اندر کوئی شرعی حکم لئے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ قصص، اخبار احکام پر مبنی آیات کی تفسیر قلم بند نہیں کی جاتی ہے۔

احکام القرآن پر قرون اولی سے لے کر آج تک بہت ہی عمدہ اور اعلی پیرایہ میں تفاسیر لکھی جاچکی ہیں، مگر علامہ سیوطیؒ کی تفسیر "الاکلیل فی استنباط التنزیل" کئی حیثیتوں سے ممتاز نظر آتا ہے اور انہی وجوہات کی بناپر اس پر کام کرنے کی اہمیت بھی بڑھ جاتی ہیں، ان میں سے اہم وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مختصر واحسن انداز اور بہترین پیرایے میں ان احکام کو جمع کیا ہیں، اس فقہی تفسیر میں علامہ سیوطی نے فقہی احکام ومسائل کی بہت مختصر، آسان اور سہل انداز میں تشریح فرمائی ہے۔ اس تفسیر میں علامہ سیوطی نے عموماً شافعی مسلک کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہی احکام کا استنباط کیا ہے مگر باین ہمہ وقتاً فوقتاً دوسرے مشہور فقہی مسالک کا بھی تذکرہ کرتے ہے۔ ایک جید فقہی عالم اور مفتی کے لئے یہ تفسیر اہم فقہی ماخذ ہے جو دوسرے بہت ساری فقہی تفاسیر سے مستغنی کرنے والی ہے، علامہ عبد القادر الکاتب اس تفسیر کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"علامہ جلال الدین سیوطی کی یہ تفسیر اس بلند و برتر ہے مجھ جیسا عاجز اس کی تعریف کرے، یہ تفسیر روز اوّل سے علماء اور فقہاء کے استنباطات کا مرجع ہے۔ اگر لوگوں کی طبائع جامدہ کا خیال نہ ہوتا تو علماء ہر وقت اس کی طرح طرح کی خدمات کرتے رہتے، اور لوگوں کے لئے اسے سہل بناتے۔"۷

نتیجہ بحث یہ کہ علامہ سیوطی کی زیر تبصرہ تفسیر درج ذیل امور کا مجموعہ اور گنجینہ ہے:

۱. تفسیر اکلیل فقہی احکام پر مشتمل ایک عمدہ تفسیر ہے۔

۲. احکام میں فقہیہ میں تو فقہ شافعیہ کے پابند ہے مگر دیگر فقہی مسالک کو بھی نظر انداز نہیں کرتے۔

۳. باوجود اختصار کے بہت سارے فقہی ابحاث کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہیں۔

۴. بہت سارے فقہی مسائل اور مسالک کو چند الفاظ میں اختصار کے ساتھ بیان فرماتے ہے۔

۵. انداز بہت ہی سہل اور دلنشین ہے۔

۶. علماء مجتہدین کے استنباطات کا محور ہے۔

۷. علماء متاخرین کے مسائل اور تحقیق کا مدار ہے۔

۸. اس تفسیر کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ جن استنباطات کی طرف احکام فقہی پر مشتمل تفاسیر نے توجہ نہیں دی انہی کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

اس تمہیدی گفتگو کے بعد اصل موضوع پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں ، موضوع کے تعارف کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ بہت ہی واضح ہے البتہ اس کی اہمیت یہ ہے کہ آج کل کے عملیات اور تعویذات کی دنیامیں بہت سارے ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جس میں انسان مرد یا عورت کے ساتھ جن مرد یا عورت نے نکاح یا مباشرت کو اپنا مشغلہ بنایا ہو اور عامل حضرات سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کا نکاح کرادیا جائے اسی وجہ سے وقتاً فوقتاً مختلف دارالافتاء میں جنات کے ساتھ انسانوں کے نکاح کا کے بارے میں استفتاء آتے رہتے ہیں، اور مختلف لوگ اس حوالے سے بہت ہی پریشان نظر آتے ہیں اسی وجہ سے اس موضوع کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

انسانوں کا جنات کے ساتھ نکاح کی شرعی حیثیت

انسان ایک اشرف المخلوقات ہے اس کے مد مقابل ایک مخلوق ہے جنہیں جنات کہا جاتا ہے جو کہ ایک الگ جنس اور شریر قسم کی مخلوق ہے، لہذا ان دونوں جنسوں کے نکاح میں مختلف مسائل در پیش ہونے کی وجہ سے علماء کرام اور فقہاء نے اس پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں ایسے بہت ساری واقعات پیش آئے ہیں جس میں انسان اور جنات کے درمیان جنسی ملاپ یا باقاعدہ شادیاں ہوئی ہے، اس وجہ سے فقہاء نے اس مسئلے کی طرف توجہ کی کہ کیا انسان اور جنات کے درمیان ازدواجی رشتہ جائز ہے کہ نہیں؟ سورہ النحل کے آیت میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً ۔"۸

"اللہ تعالی نے تمہارے لیے تم میں سے ہی تمہاری بیویاں پیدا کیں، اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے النحل۔"

اس آیت کریمہ میں من انفسکم کا مطلب ہے کہ تمھاری بیویاں تمھاری جنس سے ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنات ایک الگ جنس ہے جن سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے مذکورہ آیت سے استدلال کرتے ہوئے علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر اکلیل میں اس کا حکم بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"قوله تعالى: {وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا}قال ابن العربي فيه رد على من أجاز نكاح الجن."۹

"اللہ تعالی کا قول: {وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا}ابن عربیؒ نے اس آیت کے تناظر میں فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں ان حضرات پر رد ہے جو کہتے ہیں کہ جنات کے ساتھ انسانوں کا نکاح جائز ہے۔"

سورہ النحل کی اسی آیت کے تناظر میں شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" قَوْلُهُ تَعَالَى: وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً الْآيَةَ، ذَكَرَجَلَّ وَعَلَافِي هَذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ:أَنَّهُ امْتَنَّ عَلَى بَنِي آدَمَ أَعْظَمَ مِنَّةٍ بِأَنْ جَعَلَ لَهُمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ أَزْوَاجًا مِنْ جِنْسِهِمْ وَشَكْلِهِمْ، وَلَوْجَعَلَ الْأَزْوَاجَ مِنْ نَوْعٍ آخَرَ مَا حَصَلَ الِائْتِلَافُ وَالْمَوَدَّةُ وَالرَّحْمَةُ.وَلَكِنْ مِنْ رَحْمَتِهِ خَلَقَ مِنْ بَنِي آدَمَ ذُكُورًاوَإِنَاثًاوَجَعَلَ الْإِنَاثَ أَزْوَاجًا لِلذُّكُورِوَهَذَامِنْ أَعْظَمِ الْمِنَنِ۔"۱۰

"اللہ تعالی کا قول:اللہ تعالی نے تمہارے لیے تم میں سے ہی تمہاری بیویاں پیدا کیں، اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے۔"

اللہ عزوجل نے اس آیت میں بیان کیا ہے کہ اس نے بنو آدم پر بہت بڑا احسان یہ کیا کہ اس کی جنس میں سے ہی اس کی بیوی بنائی، جو ان جیسی شکل اور جنس رکھتی ہے، اور اگر وہ کسی دوسری قسم سے بیوی بنادیتا تو پھر ان میں محبت و مودت اور ہمدردی نہ ہوتی، لیکن اللہ سبحانہ و تعالی کی یہ رحمت ہے کہ اس نے اولاد آدم سے ہی مرد و عورت بنائے، اور عورتوں کو مردوں کی بیویاں بنایا، یہ سب سے بڑی نعمت اور احسان ہے۔"

اسی طرح شیخ محمد امین صاحب انسانوں کا جنات کے ساتھ نکاح کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وَأَوْضَحَ فِي غَيْرِ هَذَا الْمَوْضِعِ: أَنَّ هَذِهِ نِعْمَةٌ عَظِيمَةٌ، وَأَنَّهَا مِنْ آيَاتِهِ جَلَّ وَعَلَاكَقَوْلِهِ:"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ"(سوره الروم:۲۱:۳۰) وَقَوْلِهِ: أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِنْ مَنِيٍّ يُمْنَى ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّى فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى(سوره القیامہ:۳۷:۷۵) وَقَوْلِهِ تَعَالَى: هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا الْآيَةَ ۔(سوره الاعراف:۱۸۹:۷)۱۱

"پھر اس نعمت اور احسان کو اللہ سبحانہ و تعالی نے دوسری جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے اسے اپنی نشانیوں میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:" وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ"(سورہ الروم:۲۱:۳۰)"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے آرام وراحت پاؤ، اس نے تمہارے درمیان محبت و ہمدردی قائم کر دی، یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔" اور فرمان باری تعالی ہے:وَقَوْلِهِ: أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِنْ مَنِيٍّ يُمْنَى ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّى فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى"(سورہ القیامہ:۳۷:۷۵)"کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اسے بیکار چھوڑ دیا جائے گا، کیا وہ ایک نطفہ نہ تھا جو ٹپکایا گیا تھا؟ پھر وہ لہو کا لوتھڑا ہو گیا پھر اللہ نے اسے پیدا کیا اور درست بنایا ان پھر اس سے جوڑے یعنی نر و مادہ بنائے۔"

اور فرمان باری تعالی ہے:"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ"(سورہ الروم:۲۱:۳۰)" اللہ وہ ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اس سے اس کی بیوی بنائی تا کہ وہ اس کی طرف آرام پاسکے۔"

فقہ حنفی کی معتمد کتاب ردالمحتار میں ابن عابدین شامی فرماتے ہیں کہ:

"لَا تَجُوزُ الْمُنَاكَحَةُ بَيْنَ بَنِي آدَمَ وَالْجِنِّ، وَإِنْسَانِ الْمَاءِ لِاخْتِلَافِ الْجِنْسِ۔۔۔الْأَصَحُّ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ نِكَاحُ آدَمِيٍّ جِنِّيَّةً كَعَكْسِهِ لِاخْتِلَافِ الْجِنْسِ فَكَانُوا كَبَقِيَّةِ الْحَيَوَانَاتِ۔"١٢

"انسان اور جن کے درمیان نکاح صحیح نہیں ہے اور اسی طرح انسان اور پانی کے انسان کا نکاح بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ ان کا جنس مختلف ہے۔۔۔ صحیح بات یہ ہے کہ انسان کا نکاح جنیہ عورت کے ساتھ صحیح نہیں ہے جیسا کہ اس کے برعکس یعنی جنیہ عورت کا انسان کے ساتھ نکاح صحیح نہیں ہے کیونکہ ان کا جنس مختلف ہے جیسا کہ دیگر حیوانات کا۔"

یہ اور اس جیسے بہت سارے فقہی اور تفسیری عبارات ہے جن کا تقاضا ہے کہ انسان کا جنات کے ساتھ نکاح درسات نہ ہو اب رہا یہ مسئلہ کہ جن اور انسان کا آپس میں ایک دوسرے سے شادی کرنے کی اگر ممانعت ہے تو کس درجے کی ہے تو اس حوالے سے علماء کرام کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اور جنات کے درمیاں نکاح کا اعلی درجہ حرمت کا ہے اسی کے اکثر علماء قائل ہیں جبکہ کم از کم درجہ کراہیت کا ہے، چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ کے قول کے مطابق یہ حرام ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" وَقَدْ يَتَنَاكَحُ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ وَيُولَدُ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ وَهَذَا كَثِيرٌ مَعْرُوفٌ وَقَدْ ذَكَرَ الْعُلَمَاءُ ذَلِكَ وَتَكَلَّمُوا عَلَيْهِ وَكَرِهَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ مُنَاكَحَةَ الْجِنِّ"١٣

" کبھی کبھار تو انسان اور جن کے درمیان نکاح ہوتا ہے اور ان کے بچے بھی ہو جاتے ہیں اور ایسا بہت ہوا ہے اور اس کے واقعات مشہور ہے، علماء کرام نے ان کا تذکرہ بھی کیا ہے اور اس کے متعلق گفتگو بھی فرمائی ہے، اور جنوں کی شادی اکثر علماء نے مکروہ قرار دی ہے"

شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"لَا أَعْلَمُ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا فِي سُنَّةِ نَبِيِّهِ ﷺ نَصًّا يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ مُنَاكَحَةِ الْإِنْسِ الْجِنَّ،بَلِ الَّذِي يُسْتَرْوَحُ مِنْ ظَوَاهِرِ الْآيَاتِ عَدَمُ جَوَازِهِ."١٤

"میرے علم کے مطابق تو کتاب اللہ اور سنت نبویہ میں کوئی ایسی نص نہیں ملتی جو انسان اور جن کے مابین نکاح کے جواز پر دلالت کرتی ہو، بلکہ آیات کے ظاہر سے جو لازم آتا ہے وہ یہی ہے کہ یہ جائز نہیں۔"

احناف کی کتاب فتاوی سراجیہ میں ہے:

"لَا تَجُوزُ الْمُنَاكَحَةُ بَيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ وَإِنْسَانِ الْمَاءِ ; لِاخْتِلَافِ الْجِنْسِ"١٥

"جنوں اور انسانوں اور پانی کے انسان کا ایک دوسرے کے ساتھ شادی کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ ان کی جنس مختلف ہے."

اور شافعیہ کے فتاوی البارزی میں درج ہے کہ:

" لَا يَجُوزُ التَّنَاكُحُ بَيْنَهُمَا. وَرَجَّحَ ابْنُ الْعِمَادِ جَوَازَهُ."١٦

"ان دونوں کے مابین نکاح جائز نہیں، اور ابن عماد اس کے جواز کو راجح قرار دیتے ہیں۔"

یہاں ایک سوال یہ ہو سکتا ہے کہ اگر انسان الگ جنس ہے اور جن الگ جنس ہے اور نکاح ان کے درمیان ممکن نہیں ہے اور شرعاً بھی ممنوع ہے جیسا کہ ہم نے اس حوالے سے کچھ عبارات بھی پیش کئے تو کیا وجہ تھی کہ سلیمانؑ نے بلقس سے نکاح کیا حالانکہ بلقس جنیہ تھی؟ اس سوال کے علماء کرام نے مختلف جوابات دئے ہیں:

پہلا یہ کہ سلیمانؑ اور بلقس کے درمیان نکاح کے بارے میں جو روایات مشہور ہیں وہ تمام کے تمام اسرائیلیات ہیں قرآن اور حدیث میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے وہ بالکل خاموش ہیں جیسا کہ تفسیر مظہری میں ہے:

"واختلفوا فی أمرها بعد إسلامها فقال عون بن عبد الله سال رجل عبد الله بن عيينة هل تزوجها سليمان قال انتهى أمرها الى قولها وأسلمت مع سليمان لله ربّ العلمين يعنى لا علم لنا وراء ذلك۔"۱۷

"مسلمان ہونے کے بعد بلقیس کے احوال کو علماء کرام نے مختلف طور پر بیان کیا ہے۔ عون بن عبد اللہ نے بیان کیا: ایک شخص نے عبد اللہ بن عیینہ سے دریافت کیا: کیا حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے بلقیس سے نکاح کر لیا تھا؟ ابن عیینہ نے کہا: بلقیس کا واقعہ تو وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ پر ختم ہو گیا۔ یعنی ہم کو اس سے زیادہ علم نہیں۔"

یہ تو روایات یہود میں ہے کہ اس کے بعد ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے عقد میں آگئیں۔ اور یہی سے اسلامی تواریخ ابن عساکر وغیرہ نے لیا ہے، اگرچہ قرآن وحدیث اس باب میں خاموش ہیں یہی بات ہمارے معتبر تفاسیر نے لکھی ہے علامہ فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ:

"وَالْأَظْهَرُ فِي كَلَامِ النَّاسِ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا، وَلَيْسَ لِذَلِكَ ذِكْرٌ فِي الْكِتَابِ، وَلَا فِي خَبَرٍ مَقْطُوعٍ بِصِحَّتِهِ"۱۸

"لوگوں (یہود ونصاری) کی باتوں سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ سلیمانؑ نے نکاح کر لیا تھا مگر قرآن اور کسی صحیح حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا"

اگر یہ مان لیا جائے کہ یقینا یہ نکاح ہوا تھا تو پھر یہ بات غلط ہے کہ بلقس جنیہ تھی تفسیری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو باپ انسان اور ماں جنیہ تھی قاضی ثناء اللہ صاحب رقمطراز ہے:

"ان الشياطين خافت ان يتزوجها سليمان فتفشى اليه اسرار الجن لان أمها كانت جنيّة"۱۹

"شیاطین سلیمانؑ اور بلقس کے نکاح سے پریشان تھے کہ ایسا نہ وہ کہ ان کا نکاح ہو جائے تو بلقس ان کے راز کو فاش کر دیگی کیونکہ اس کی ماں جنیہ تھی۔"

اور اگر یہ سب کچھ ثابت بھی ہو جائے تو ہم سے ماقبل جو یہود ونصاری وغیرہ کی شریعتیں ہیں وہ تو ہمارے لئے حجت نہیں ہے وہ تو ان کی شرائع تھی ہماری شریعت تو قرآن اور حدیث ہیں اور وہ دونوں اس بارے میں بالکل خاموش ہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ جیسا انسان حیوانات کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا اور ایک سلیم الطبع اس سے کراہیت اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے ایسا ہی جنات سے بھی نکاح طبعا اور عقلا ناپسندیدہ ہے اور اس پر وہ نتیجہ مرتب نہیں ہے جو ایک انسان انسان کے ساتھ نکاح کرتا ہے، اس بابت علامہ الماوردی کا کہنا ہے:

" وَهَذَامُسْتَنْكَرٌلِلْعُقُولِ لِتَبَايُنِ الْجِنْسَيْنِ وَاخْتِلَافِ الطَّبْعَيْنِ إِذِ الْآدَمِيُّ جُسْمَانِيٌّ وَالْجِنِّيُّ رُوحَانِيٌّ وَهَذَا مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِوَذَلِكَ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍوَالِامْتِزَاجُ مَعَ هَذَا التَّبَايُنِ مَدْفُوعٌ وَالتَّنَاسُلُ مَعَ هَذَا الِاخْتِلَافِ مَمْنُوعٌ."٢٠

"یہ تو عقلی طور پر بھی صحیح نہیں مستنکر ہے کیونکہ دونوں جنسیں ہی مختلف ہیں، اور طبعی طور پر بھی ان میں اختلاف پایا جاتا ہے؛ کیونکہ آدمی تو جسمانی ہے، اور جن روحانی ہے، اور آدم بجتی ہوئی مٹی سے پیدا ہوا ہے، اور جن آگ کے شعلے سے، اور اس فرق کے ہوتے ہوئے دونوں کا امتزاج صحیح نہیں، اور اس اخلاف کی موجودگی میں نسل بھی نہیں ہو سکتی"

اگرچہ مشہور مفسر ابن عربی مالکی کا کہنا ہے کہ عقلا انسان اور جن میں نکاح ممکن ہے:

"نِكَاحُهُمْ جَائِزٌ عَقْلًافَإِنْ صَحَّ نَقْلًا فَبِهَا وَنِعْمَتْ."٢١

"ان کا عقلی طور پر نکاح جائز ہے، اور اگر اس میں نقل یعنی نص صحیح ہو تو پھر تو بہت اچھا اور بہتر ہے"

یہاں علامہ ماوردی اور ابن عربی کے قول میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ ماوردی فرماتے ہیں کہ ایک عاقل انسان اگر عقل کے دائرہ کار میں سوچھے تو جس طرح ایک حیوان کے ساتھ مباشرت کرنے میں کراہیت اور ناپسندیدگی محسوس کرتا ہے ایسا ہی جن کے ساتھ بھی مباسرت میں کراہیت اور ناپسندیدگی کا اظہار کریگا حالانکہ نکاح کا مقصد تو لذت اور سکون حاصل کرنا ہے جو کہ یہاں عقلا ممکن نہیں ہے، اور ابن عربی کے قول کا معنی یہ ہے کہ اگر انسان جن کے ساتھ نکاح کرے تو مجامعت اور مباشرت ممکن ہے، اور اس میں کسی کا کوئی اختلاف بھی نہیں البتہ نکاح کے نتائج اور ثمرات و فوائد یہ عقلا ممکن نہیں ہے، واقع کے اعتبار سے یہ معاملہ کچھ علماء نے اس کے وقوع کا جواز قرار دیا ہے اور چونکہ اس سلسلہ میں کوئی قطعی نص نہیں ہے، تو ہم شرعی طور پر اس کے عدم جواز کی طرف مائل ہیں کیونکہ اس کے جواز کے نتیجہ میں کئی ایک خطرات اور خرابیاں مرتب ہوتی ہیں مثلا:

۱۔بنو بشر میں فحاشی پیدا ہو گی، اور وہ اسے جن کی طرف منسوب کر دیگا، کیونکہ جن تو غائب ہے اور اس کی صداقت کو پرکھنا ممکن نہیں، اور اسلام تو اس پر حریص ہے کہ نسل اور عزت و عصمت کی حفاظت کی جائے اور پھر خرابیوں کو دور کرنا جلب مصلحت پر مقدم ہے، جیسا کہ شریعت اسلامیہ کا اصول ہے.

۲-ان دونوں کی شادی اور نکاح ہونے کے نتیجہ میں اولاد اور ازدواجی زندگی کے نتائج کیا ہونگے، اور اولاد کس کی طرف منسوب ہو گی، اور ان کی خلقت کیسی ہو گی، اور آیا بیوی جن کی عدم شکل ہونے کے باوجود لازم ہو گی؟

۳۔جن کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرنے میں انسان اذیت و ضرر سے امن میں نہیں رہ سکتا بلکہ اسے نقصان و ضرر ہو گا اور اسلام تو بشریت کو نقصان و اذیت سے محفوظ رکھنے کی حرص رکھتا ہے.

اس طرح ہم اس دروازے کو کھولنے سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ یہ دروازہ کھولنے سے تو ایسی مشکلات پیدا ہو نگی جن کی کوئی انتہاء ہی نہیں، اور ان کو حل کرنا بھی مشکل ہو جائیگا، اس میں یہ بھی اضافہ کریں کہ اس کے نتیجہ میں مرتب ہونے والے نقصانات عقل اور نفس اور عزت کے لیے یقینی نقصاندہ ہیں، اور دین اسلام تو اس کی حفاظت کی حرص رکھتا ہے، اور پھر ان دونوں کا آپس میں شادی کرنے سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہیں ہو گا.

اس لیے ہم تو شرعا اس کی ممانعت کی قول کی طرف مائل ہیں، اگرچہ اس کے وقوع کا احتمال ہے، اور اگر ایسا ہو بھی جائے، یا اس طرح کی کوئی مشکل ظاہر ہو جائے تو اس کو ایک مرض اور بیماری کی حالت شمار کرنا چاہیے جس کا اس کے مطابق علاج کیا جائے، اور اس کا دروازہ مت کھولا جائے۔

حوالہ جات

۱. السیوطی، عبدالرحمن ابن ابی بکر، تاریخ الخلفاء، (قاہرہ، مطبعۃ السعادۃ، ۱۳۸۱،):۳۵۳

۲. السیوطی، عبدالرحمن ابن ابی بکر، تاریخ الخلفاء، ۳۸۳

۳. غزی، نجم الدین، محمد، الکوکب السائرہ فی اعیان ائمۃ العاشرہ (، بیروت، المطبعۃ الامیریکانیۃ، ۱۹۹۵) ۱۲۰

۴. السیوطی، عبدالرحمن ابن ابی بکر، حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ، (مصر، داراحیاء کتب العربیہ، ۱۳۸۷ھ) ۱:۲۲۵

۵. ایضا::۲۲۶

۶. ابن العماد، عبدالحی، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب (قاہرہ، مکتبہ القدسی، ۱۳۵۰ھ) ۷:۲۹۱

۷. نجم الدین، محمد الغزی، الکوکب السائرہ فی اعیان ائمۃ العاشرہ، ۱۲۳

۸. سیوطی، جلال الدین، عبدالرحمان، الاکلیل فی استنباط التنزیل (بیروت، درالکتب العلمیہ، ۱۹۸۱ء)، ۵

۹. سورہ النحل:۱۶:۲۷

۱۰. سیوطی، جلال الدین، عبدالرحمان، الاکلیل فی استنباط التنزیل، ۱۶۴

۱۱. الشنقیطی، محمد امین بن محمد، أضواء البیان في إیضاح القرآن بالقرآن، (بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۵ھ) ۳:۴۳

۱۲. ایضا:۴۳

۱۳. شامی، ابن عابدین، محمد أمین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار (بیروت، دار الفکر، الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۴۱۲ھ) ۳:۵

۱۴. الشنقیطی، محمد امین بن محمد، أضواء البیان في إیضاح القرآن بالقرآن، ۱۹:۴۰

۱۵. ایضا:۲۳۱

۱۶. پانی پتی، قاضی ثناءاللہ، تفسیر مظہری، (کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، س ن) ۷:۱۲۰

۱۷. البارزی، شرف الدین، فتاوی البارزی، (مصر، دارالحدیث، ۱۴۲۲ھ)، ۲:۱۴۵

۱۸. فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب، التفسیر الکبیر، محمد بن عمر، بیروت،(دار إحیاء التراث العربي، الطبعة: الثالثة- ۱۴۲۰ھ)۲۴:۵۵۹

۱۹. پانی پتی، قاضی ثناء اللہ، تفسیر مظہری (کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، س ن)۷:۱۲۰

۲۰. الماوردی، أبو الحسن علي بن محمد، تفسیر الماوردي، النکت والعیون،(بیروت، دار الکتب العلمیہ)،۴:۲۱۶

۲۱. ابن العربی، محمد بن عبد اللہ، أحکام القرآن،(بیروت، دار الکتب العلمیہ،۱۴۲۴ھ)،۳:۱۱۷